بحث ونظر

مولانا ڈاکٹر اکرام اللہ جان قاسمی*

(قسط ۴)

اسلام......مذہب رواداری یا دہشت گردی و انتہاپسندی؟!

مسئلہ کشمیر:

برطانیہ نے ۱۹۴۷ء میں برصغیر کو دو ملکوں میں تقسیم کیا مگر ریاست جموں و کشمیر کے عوام کی خواہشات کے برعکس اس کا الحاق ہندوستان کے ساتھ کر کے دونوں ملکوں کو ہمیشہ کیلئے اُلجھا دیا۔ بھارت ریاست و جموں کشمیر میں استصواب رائے کا سلامتی کونسل میں وعدہ کرنے کے بعد اس وعدہ سے مکر گیا ہے۔ اس چپقلش کے باعث پاک بھارت کے درمیان ۱۹۴۸ء، ۱۹۶۵ءاور ۱۹۷۱ء کی جنگیں ہو چکی ہیں۔ بھارت کی سات لاکھ فوج ریاست جموں و کشمیر میں برسرپیکار ہے۔ تحریک آزادی کشمیر میں جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے شہداء کی تعداد کے حوالے سے ایک رپورٹ کے مطابق کشمیر میں بھارتی فوج نے گذشتہ ۱۵ برس کے دوران ریاستی دہشت گردی کی بدترین کاروائیوں میں ۸۷۶۷۸ کشمیری شہید کر دیئے ہیں۔ ذرائع کے مطابق شہید ہونے والوں میں سے ۶,۵۶۱ کو دوران حراست شہید کیا گیا۔ اس عرصہ کے دوران ۹,۲۹۷ عفت مآب خواتین کی بے حرمتی کی گئی اور ایک لاکھ چار ہزار تین سو اسی سے زائد مکانات اور دکانیں جلا کر خاکستر کر دی گئیں۔ بھارتی فوج کی ریاستی دہشت گردی کی وجہ سے اس عرصہ کے دوران ۲۱,۸۲۶ خواتین بیوہ جبکہ ۱,۰۵,۲۱۰ بچے یتیم ہو چکے ہیں۔ اس وقت ۷،۵۵۴ کشمیری بھارت اور مقبوضہ کشمیر کی مختلف جیلوں میں نظر بند ہیں۔ دریں اثناء بھارتی فوجیوں نے سال ۲۰۰۳ء کے دوران ۲۸۲۸ افراد کو شہید کیا جن میں سے ۲۹۴ افراد کو حراست کے دوران شہید کیا گیا۔ بھارتی فوجیوں نے اس عرصہ کے دوران ۴۶۰ مکانات اور دکانوں کو جلایا۔ ریاستی دہشت گردی کی کاروائیوں کے نتیجہ میں گزشتہ سال ۶۵۱ عورتیں بیوہ ہوئیں جبکہ ۲۱۶۹ سے زیادہ بچے یتیم ہوئے۔ سال ۲۰۰۳ء میں ۳۰۰ سے زیادہ عورتوں کی بے حرمتی کی گئی۔ (۱۲۱)

عصر حاضر کے مسلمانوں میں مذہبی انتہاء پسندی

اسلام جو کہ منتشر قبائل کو یکجا کرنے اور مختلف افکار و نظریات کو عقیدۂ توحید کے ایک مرکز پر جمع کرنے آیا تھا اور تاریخ نے دیکھا کہ خون کے پیاسے بھائی بھائی بن گئے اور ایک دوسرے پر اپنی جان اور مال خرچ کرنے کو سعادت

---

* ڈائریکٹر مرکز تحقیق اسلامی، پشاور

سمجھنے لگے۔ رسول اکرم ﷺ کی زندگی سے خود عیاں ہے کہ منافقین سے درگزر کیا۔ مجرمین اور ذات کے دشمنوں سے چشم پوشی کی تاکہ امت میں وحدت قائم رہے اور وہ افتراق و انتشار کا شکار نہ ہو۔ آپ ﷺ نے اپنی تعلیمات کے ذریعہ مسلمانوں کو ایک جسم کی مانند قرار دیا اور فرمایا کہ مسلمان مسلمان کیلئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے جس کے ایک حصہ نے دوسرے کو مضبوط کیا ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے آج مسلمان ان تعلیمات پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے آپس میں ہی دست و گریبان ہیں۔ وہ امت جو ہر لحاظ سے ناقابل تقسیم وحدت تھی۔ اور جسے بنیان مرصوص بن کر زمانے میں اسلام کے پیغام کو پوری انسانیت تک پہنچانا تھا آج وہ خود افتراق اور تشتت کا شکار ہے۔ مسلمانوں کی مختلف جماعتیں اور گروہ مسلکوں کی بنیاد پر ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں۔ اور چھوٹے چھوٹے فروعی اختلافات کی وجہ سے انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ غیر مسلموں والا سلوک شروع کر دیا ہے۔ جو کہ انتہائی خطرناک بات ہے۔ کسی معاملہ میں اختلاف رائے کا ہونا بذاتِ خود مذموم نہیں کیونکہ اختلاف رائے سے تحقیق کی نئی جہتیں کھلتی ہیں اور آسانی کے مختصر ترین راستے سامنے آتے ہیں لیکن اختلاف رائے کو اتنا بڑھا دینا کہ باہمی نزاع اور جنگ و جدال تک نوبت پہنچ جائے بہر حال مذموم اور ناپسندیدہ ہے۔ غیر منصوص احکام میں اختلاف رائے خود رسول اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں ہوا۔ اس طرح حضرات خلفاء راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ کے عہد میں جب نئے نئے مسائل سامنے آئے جن کا قرآن و احادیث میں صراحۃً حکم مذکور نہ تھا۔ ان کے درمیان اختلاف رائے ہوا لیکن بات کبھی مستقل جھگڑوں، تفرقہ بازیوں اور ایک دوسرے کی تفسیق و تکفیر تک نہیں پہنچی۔ جیسے کہ آج کل ہو رہا ہے۔ ایک گروہ فروعی اور جزوی اختلاف کی بناء پر دوسرے گروہ کو کافر، مرتد اور واجب القتل قرار دیتا ہے۔ بلکہ اس قتل کو کار ثواب اور جہاد بتاتا ہے۔ اور یوں بھی کہہ دیتے ہیں کہ جو اسے کافر نہ مانے وہ بھی کافر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اس فتنہ کے سدّ باب کیلئے فرمایا تھا۔

ثَلاثٌ مِنْ اَصْلِ الْاِیْمَانِ اَلْکَفُّ عَمَّنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ لَا تُکَفِّرْهُ بِذَنْبٍ وَلَا تُخْرِجْهُ مِنَ الْاِسْلَامِ بِعَمَلٍ (۱۲۲)

’’تین چیزیں اصل ایمان ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جو لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتا ہے اس کو کافر کہنے سے باز رہا جائے۔ کسی گناہ کے سبب اسے کافر قرار نہ دیا جائے اور کسی عمل کے سبب اسلام سے خارج نہ کیا جائے‘‘۔

فقہائے اسلام نے کفر کے حوالہ سے اصول بیان کیا ہے۔ مِنْ قَوَاعِدِ اَهْلِ السُّنَّةِ اَنْ لَا یُکَفَّرَ وَاحِدٌ مِنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ (۱۲۳)

’’اہل سنت کے بنیادی قواعد میں سے ایک یہ ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہ کہا جاوے‘‘

وَعَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ لَا نُکَفِّرُ اَهْلَ الْقِبْلَةِ بِذَنْبٍ (۱۲۴) ’’اور امام اعظم ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ ہم اہل قبلہ کو کسی گناہ کے سبب کافر نہیں ٹھہراتے‘‘

اسلام میں مذہبی رواداری اور مستشرقین کے اعتراضات:

اسلام مذہبی رواداری' اعتدال اور عدم تشدد کا حامل دنیا کا پہلا مذہب ہے۔ جس نے ہمیشہ نہ صرف یہود و نصاریٰ کے ساتھ بلکہ مجوس و مشرکین کے ساتھ بھی رواداری کا سلوک برتا ہے۔ بد قسمتی سے اہل مغرب نے ہمیشہ اسلام اور ہادیٔ اسلام حضرت محمد ﷺ کو بے جا الزامات کے ذریعہ بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس بات کا اعتراف خود انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کا مقالہ نگار لفظ ''محمد'' کے تحت کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

"Few great men have been so maligned as Muhammad. Christian scholars of medieval Europe painted him as an impostor, a lecher, and a man of blood. A corruption of his name, "Mahound" even came to signify the devil" (125)

''بہت کم بڑے لوگوں کو اتنا زیادہ بدنام کیا گیا ہے جتنا کہ محمد (ﷺ) کو بدنام کیا گیا ہے۔ قرون وسطیٰ کے یورپ کے مسیحی علماء نے ان کو فریبی' عیاش اور خونی انسان کے روپ میں پیش کیا۔ حتیٰ کہ آپ کے نام کا ایک بگڑا ہوا تلفظ مہاوند (نعوذ باللہ) شیطان کے ہم معنیٰ بنا دیا گیا ہے۔''

مسلمانوں کو آج کل ایک طعنہ بنیاد پرستی (Fundamentalism) کا دیا جاتا ہے۔ حالانکہ بنیاد پرستی کی ابتداء آج سے تقریباً ایک صدی پہلے خود عالم عیسائیت نے کی ہے۔ مشہور برطانوی مصنفہ کیرن آرمسٹرانگ " The Battle for God " میں رقمطراز ہیں۔

''ولیم بیل ریلے نے ۱۹۱۹ء میں امریکی ریاست فلاڈیلفیا میں ایک بہت بڑی کانفرنس منعقد کی جس میں تمام پروٹسٹنٹ فرقوں سے تعلق رکھنے والے چھ ہزار قدامت پسندوں نے شرکت کی اور'' ورلڈ کرسچین فنڈامنٹلز ایسوسی ایشن'' (WCFA) کو باقاعدہ طور پر قائم کیا گیا۔ اس کے فوری بعد ریلے نے چودہ مقرروں اور انجیل گانے والوں کے ایک طائفے کے ساتھ پورے امریکہ میں اٹھارہ شہروں کا ایک انتہائی منظم دورہ کیا۔۔۔ ریلے نے کہا کہ یہ محض کوئی الگ تھلگ جنگ نہیں بلکہ ''یہ تو ایک لامختتم جنگ ہے''(۱۲۶) انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں اس کا اعتراف مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا گیا ہے۔

" Fundamentalist and Evangelical comprise a mixed group of theologically conservative communions that stress the full, and often verbal, inspiration of the Bible and its complete authority over faith and practice" (127)

'' بنیاد پرست اور مقدس انجیلی مبلغین ایک ایسے گروہ پر مشتمل ہے جو مذہبی قدامت پرستی کے تانے بانے سے بنا ہے۔ یہ گروہ زیادہ تر کتاب مقدس بائیبل (انجیل) کے لفظی معنیٰ اور اس کے ٹھیٹ عمل پر زور دیتا ہے''۔

دوسری بنیاد پرست تنظیم یہودی پارٹی ''اگودات اسرائیل'' (اسرائیل کا اتحاد = Agudat Israil) کی تھی۔ یہ ۱۹۱۲ء میں مسنیکڈی اور گرکے ہیسیڈم نے قائم کی تھی۔ ۷۰ء سے لیکر اس وقت تک پہلی مرتبہ یہود متحد ہوئے تھے۔ اس تنظیم نے توراۃ کی اساس پر ایک الٰہی ریاست کی تشکیل کا نظریہ اور اس کیلئے عملی جدوجہد شروع کی تھی۔ (۱۲۸) جہاں تک انتہاء پسندی کا تعلق ہے تو اس کی ایک بنیادی وجہ اصل الٰہی تعلیمات کو بگاڑنا اور اپنے پیغمبروں کے مقدس مشن اور راستے سے انحراف ہے۔ اگر یہود و نصاریٰ اپنے اپنے دین میں تحریف نہ کرتے تو آج آسمانی مذاہب والے کم از کم بنیادی آسمانی عقائد پر متفق ہوتے۔ مولانا عبدالکریم پاریکھ اپنی کتاب ''یہودیت۔ قرآن کی روشنی میں'' میں مذہبی انتہاء پسندی کے اسباب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ نے اپنی کتابوں میں تحریف کی۔ جس کی وجہ سے اصلی تعلیمات معدوم ہوگئیں اور حق و باطل کی آمیزش ہوگئی۔ اگر یہود و نصاریٰ اس فعل قبیح کا ارتکاب نہ کرتے تو آج آسمانی مذاہب والے بنیادی آسمانی تعلیمات پر متفق ہوتے۔ (۱۲۹) مذہبی انتہاء پسندی کی دوسری وجہ ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ پیغمبر آخر ﷺ کا انکار کرتے ہیں جبکہ مسلمانوں کے ہاں حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ سمیت تمام سابقہ انبیاء پر ایمان لانا فرض ہے۔ اگر وہ بھی پیغمبر آخر کو تسلیم کر لیتے جیسے کہ ان کی آسمانی کتب میں تصریحات اور پیشگوئیاں موجود ہیں تو اصلاح کی راہ نکل آتی۔ (۱۳۰)

یہود و نصاریٰ الٰہی احکام کو پس پشت ڈال کر خود اپنے دین کے ٹھیکدار بن گئے تھے۔ تحریف و تبدیل کی حد کرنے کے علاوہ انہوں نے اپنے مذہبی پیشرؤوں کو بے حد مذہبی اختیارات دیئے تھے یہاں تک کہ عیسائیت میں گناہوں کا بخشنا اور جنت و دوزخ الاٹ کرنا پادریوں کا کام بن گیا تھا۔ چودھری غلام رسول ''مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ'' میں لکھتے ہیں۔

''عیسائیوں کا پوپ سے متعلق یہ عقیدہ تھا کہ وہ خدا کا نائب اور عیسیٰ کا قائم مقام ہے اس کا نہ کوئی فیصلہ غلط ہوسکتا ہے نہ اس کے کسی حکم پر تنقید کی جاسکتی ہے وہ گناہگاروں کے گناہ معاف کرسکتا ہے۔ اس عقیدے نے آہستہ آہستہ معافی ناموں (Indulgences) کی صورت اختیار کر لی۔ معافی نامے عام بکنے شروع ہوگئے۔ شہر شہر قریہ قریہ معافی ناموں کی ایجنسیاں قائم کردی گئیں۔ ہر گناہ کیلئے الگ قیمت کا معافی نامہ ہوتا تھا۔ ان معافی ناموں کو خرید کر نہ صرف زندہ لوگ اپنے گناہ معاف کرواتے تھے بلکہ اپنے فوت شدہ والدین کے گناہوں کی بخشش کیلئے بھی خریدے جاتے تھے۔ مغفرت نامے فروخت کرنے والے گلی کوچوں میں آواز لگا کر فروخت کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جب معافی ناموں کی تجارت عام ہوگئی تو تمام مسیحی یورپ اور کلیساء خاص طور پر گناہوں اور جرائم کی دلدل میں پھنس گیا۔ (۱۳۱) عیسائیت کی یہی وہ انتہاء پسندانہ باتیں تھیں جن کے خلاف مذہب عیسائیت میں مارٹن لوتھر ایک مصلح کی حیثیت سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جس کا ردّعمل ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ۲۸۶ مذہبی علماء کو زندہ جلا دیا گیا تھا اور تقریباً ایک

لاکھ افراد کو لقمہ اجل بنادیا گیا تھا۔

تاریخ انسانیت میں یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ کوئی مذہب یا نظریہ تلوار کے بغیر نہیں پھیلا۔ گویا تلوار اور جنگ غلبہ دین اور افکار ونظریات کی ترویج کیلئے ایک ضروری چیز رہی ہے مگر اسلام وہ پہلا مذہب ہے جس نے جنگ کے اصول مقرر کئے ۔ ورنہ اسلام سے قبل دیگر مذاہب والے مفتوحہ اقوام پر جو ظلم وستم کے پہاڑ توڑتے تھے اس کی کچھ مثالیں اس سے قبل سطور میں گذر چکی ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے دورِ جاہلیت کے تمام وحشیانہ جنگی طریقوں کو منسوخ کر دیا اور ایسے قوانین نافذ فرمائے جو آج بھی احترام آدمیت کا درس دیتے ہیں۔ ان قوانین کے مطابق جنگ کے دوران عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے قتل، عبادتگاہوں اور فصلوں کی تباہی و بربادی اور دشمنوں کے ہاتھ، ناک کان وغیرہ کاٹنے پر پابندی لگادی گئی۔ (۱۳۲)

رسول اکرم ﷺ کی وسعت ظرفی اور دوسروں کو برداشت کرنے کی اعلیٰ ترین مثال یہود کے مقدس مقام کوہِ سینا (مصر) کے ساتھ عیسائیوں کا کلیساء "سینٹ کیتھرائن" کی حفاظت اور عیسائیوں کے حقوق کے بارے میں ایک نامۂ مبارک تحریر فرمانا ہے۔ حُسنِ اتفاق سے آج تک یہ کلیساء موجود ہے اور اس کے ساتھ ہی تاریخ میں آپ ﷺ کا نامۂ مبارک بھی اصل حالت میں موجود ہے۔

ڈاکٹر حافظ محمد ثانی اپنی کتاب رسول اکرم ﷺ اور رواداری میں رقمطراز ہیں۔

۶۲۷ء میں پیغمبر اسلام ﷺ نے سینٹ کیتھرائن متصل کوہِ سینا کے راہبوں اور تمام عیسائیوں کو پوری آزادی اور وسیع حقوق عطا کئے اور مسلمانوں کو تاکید کی کہ وہ

۱) عیسائیوں کے گرجاؤں، راہبوں کے مکانوں اور نیز زیارت گاہوں کو ان کے دشمن سے بچائیں۔

۲) تمام مضر اور تکلیف رساں چیزوں سے پوری طور پر ان کی حفاظت کریں۔

۳) ان پر بے جا ٹیکس نہ لگایا جائے۔

۴) کسی کو اپنی حدود سے خارج نہ کیا جائے۔

۵) کوئی عیسائی اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور نہ کیا جائے۔

۶) کسی راہب کو اپنی خانقاہ سے نہ نکالا جائے۔

۷) کسی زائر کو اپنی زیارت سے نہ روکا جائے۔

۸) مسلمانوں کے مکان اور مسجد بنانے کی غرض سے عیسائیوں کے گرجے مسمار نہ کئے جائیں۔ (۱۳۳)

اسلام نے تلوار کی زد کو میدان جنگ میں محض برسرپیکار افراد تک محدود رکھا اور دوسرے لوگوں سے تعرض نہ کرنے

کی تاکید کی ہے۔ڈاکٹر خالد علوی ''انسان کامل ؐ'' میں لکھتے ہیں۔

''محاربین (Belligerents) کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ایک اہل قتال (Combatants) اور دوسرے غیر اہل قتال (Non- Combatants)۔اہل قتال وہ ہیں جو عملاً جنگ میں حصہ لیتے ہیں یا عقلاً و عرفاً حصہ لینے کی قدرت رکھتے ہیں یعنی جوان مرد۔اور غیر اہل قتال وہ ہیں جو عقلاً و عرفاً جنگ میں حصہ نہیں لے سکتے یا عموماً نہیں لیا کرتے مثلاً عورتیں' بچے' بوڑھے' بیمار' زخمی' اندھے' مقطوع الاعضاء' مجنون' سیاح' خانقاہ نشین' زاہد' معبدوں اور مندروں کے مجاور اور ایسے ہی دوسرے بے ضرر لوگ۔اسلام نے طبقہ اول کے لوگوں کو قتل کرنے کی اجازت دی ہے۔اور طبقہ دوم کے لوگوں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے''۔ وہ مزید لکھتے ہیں

''خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے جب فوجیں شام کی طرف روانہ کیں تو ان کو دس ہدایات دیں۔وہ ہدایات اسلامی تعلیمات جنگ کا ملخص ہیں۔وہ ہدایات یہ ہیں۔(۱) عورتیں' بچے اور بوڑھے قتل نہ کئے جائیں۔(۲) مُثلہ (اعضاء کا کاٹنا) نہ کیا جائے۔(۳) راہبوں اور عابدوں کو نہ ستایا جائے اور نہ ان کی عبادتگاہیں مسمار کی جائیں۔(۴) کوئی پھل دار درخت نہ کاٹا جائے اور نہ کھیتیاں جلائی جائیں۔(۵) آبادیاں ویران نہ کی جائیں۔(۶) جانوروں کو ہلاک نہ کیا جائے۔(۷) بدعہدی سے ہر حال میں احتراز کیا جائے۔(۸) جو لوگ اطاعت کریں ان کی جان و مال کا وہی احترام کیا جائے جو مسلمانوں کی جان و مال کا کیا جاتا ہے۔(۹) اموال غنیمت میں خیانت نہ کی جائے۔(۱۰) جنگ میں پیٹھ نہ پھیری جائے۔ (۱۳۴)

۱۶ھ/۶۳۷ء میں جب مسلمانوں نے پہلی مرتبہ بیت المقدس کو فتح کیا تو حضرت عمرؓ نے انتہائی رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مندرجہ ذیل امان نامہ لکھ کر دیا تھا

''یہ وہ امان ہے جو اللہ کے بندے امیر المومنین عمرؓ نے ایلیاء کے لوگوں کو دی۔یہ امان ان کی جان' مال' گرجے' صلیب' تندرست' بیمار اور ان کے تمام اہل مذاہب کیلئے ہے۔ان کے گرجوں میں نہ سکونت اختیار کی جائے گی نہ وہ گرائے جائیں گے۔اور نہ ان کو اور ان کے احاطوں کو نقصان پہنچایا جائیگا۔ان کی صلیبوں اور انکے مال میں کچھ کمی نہ کی جائیگی۔نہ مذہب کے معاملہ میں ان پر جبر کیا جائے گا۔نہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا۔ (۱۳۵)

اسلام میں ہر مذہب کے ماننے والوں کو پرسنل لاء اور کلچر میں آزادی دی گئی ہے۔ابو عبیدہ کتاب الاموال میں تحریر فرماتے ہیں۔

هُمْ أَحْرَارٌ فِي شَهَادَاتِهِمْ وَمُنَاكَحَاتِهِمْ وَمَوَارِيثِهِمْ وَجَمِيعِ أَحْكَامِهِمْ ''یعنی یہ لوگ اپنی شہادت کے احکام' نکاح کے معاملات' وراثت کے قوانین اور دوسرے تمام مذہبی احکام میں

آزاد ہوں گے"۔ (۱۳۶)

اسلام میں دوسرے مذاہب' ان کے مذہبی پیشواؤں اور عبادت خانوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ امام ابو یوسفؒ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں۔

لَا يُهْدَمُ لَهُمْ بِيْعَةٌ وَلَا يُمْنَعُوْنَ مِنْ ضَرْبِ النَّوَا قِيْسِ اِلَّا فِيْ اَوْقَاتِ الصَّلٰوةِ وَلَا مِنْ اِخْرَاجِ الصُّلْبَانِ فِيْ يَوْمِ عِيْدِهِمْ (۱۳۷)

"یہودیوں اور عیسائیوں کے عبادت خانے نہ گرائے جائیں یہ لوگ ناقوس بجانے سے نہ روکے جائیں البتہ نماز کے اوقات مستثنیٰ رہیں گے۔ اور ان کو ان کی عید کے دن صلیب نکالنے سے نہ روکا جائے"

خنزیر اور شراب کے اسلام میں سخت حرمت کے باوجود یہ حکم رکھا گیا کہ اگر کوئی مسلمان کسی غیر مسلم کے خنزیر یا شراب کو ضائع کرے گا تو وہ اس کا تاوان بھرے گا۔ (۱۳۸) اسلام کے ان احکام اور عادلانہ وفراخدلانہ اقدامات کو دیکھ کر مستشرقین اسلامی رواداری کے اعتراف پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ فرانسیسی مستشرق موسیو سیڈ لیٹ (M. sedillet) "خلاصہ تاریخ عرب" میں لکھتا ہے۔

" جو لوگ اسلام کو وحشیانہ مذہب کہتے ہیں ان کے ضمیر کے تاریک ہونے کی واضح دلیل یہ ہے کہ وہ ان صریح علامات کو نہیں دیکھتے جن کے اثر سے عربوں کی وہ تمام بری خصلتیں مٹ گئیں جو مدت دراز سے سارے ملک میں رائج تھیں۔ انتقام لینا' خاندانی عداوت کو جاری رکھنا' کینہ پروری اور جور وظلم' دختر کشی وغیرہ جیسی مذموم رسومات کو قرآن نے مٹا دیا۔ ان میں سے اکثر چیزیں پہلے بھی یورپ میں تھیں اور اب بھی ہیں۔ (۱۳۹)

سر تھامس آرنلڈ اپنی کتاب "The Preaching of islam" میں اعتراف کرتا ہے۔

"اگر اسلام جلوہ گر نہ ہوتا تو دنیا شائد زمانہ دراز تک انسانیت' تہذیب اور شائستگی سے روشناس نہ ہوتی۔ یہ امر واقع ہے کہ آج دنیا میں مساوات' امداد باہمی' علمی جدوجہد اور نوع انسانی کے ساتھ ہمدردی کی جو تحریکیں جاری ہیں وہ سب کی سب اسلام ہی سے مستعار لی گئی ہیں۔ اسلام نے جلوہ گر ہو کر حکومتی نظاموں کا ڈھانچہ بدل دیا۔ دنیا کے اقتصادی نظام میں انقلاب برپا کر دیا۔ اسلام نے ایک ایسا مکمل نظام حیات پیش کیا جو مسلمانوں ہی کیلئے نہیں بلکہ ساری دنیا کیلئے ایک رحمت ثابت ہوا۔ یہ ایسی خوبیاں ہیں جن کے سامنے نہ صرف میری بلکہ ہر انصاف پسند انسان کی گردن جھک جانی چاہیئے"۔ (۱۴۰)

دشمنان اسلام' اسلام کے بارے میں یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ حالانکہ اسلام بلند اخلاق وکردار اور دل کو موہ لینے والے انسانی اقدار کے ذریعہ پھیلا ہے۔ تاریخ میں کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ

اسلام کو کسی پر زبردستی ٹھونسا گیا ہو۔ اس کے بالمقابل عیسائیت کے بزورِ بازو پھیلانے کے شواہد موجود ہیں۔ مولانا مودودی نے اپنی کتاب ''نصرانیت ۔۔ قرآن کی روشنی میں'' میں تفصیل سے لکھا ہے کہ عیسائی بادشاہ تھیوڈوسیوس نے غیر مسیحی عبادت کو موجب سزائے موت قرار دیا تھا۔ اس نے مندروں کو توڑنے' ان کی جائیداد ضبط کرنے اور عبادت کے سامانوں کو مٹانے کا حکم دیا تھا۔ مصر کے آرچ بشپ تھیوفیلوس نے خاندان بطالسہ کا عظیم الشان کتب خانہ نذرِ آتش کر دیا تھا۔ اس کے بعد مولانا مودودی لکھتے ہیں ''ان مظالم کا نتیجہ یہ ہوا کہ بت پرست رعایا نے تلوار کے خوف سے اس مذہب کو قبول کر لیا جس کو وہ دل سے پسند نہیں کرتی تھی۔ بددل اور بے اعتقاد پیروؤں سے مسیحی کلیسا بھر گئے۔ ۳۸ برس کے اندر روم کی عظیم الشان سلطنت سے وثنیت (بت پرستی) کا نام ونشان مٹ گیا اور یورپ' افریقہ اور شرق اردن میں تلوار کے زور سے مسیحیت پھیل گئی''۔ (۱۴۱)

اس کے بالمقابل ٹی ڈبلیو آرنلڈ نے "The Preaching of islam" میں کھلے دل سے اعتراف کیا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں بلکہ اخلاق وکردار کے زور سے پھیلا ہے۔ نیز مسلمانوں نے غیر مذہب والوں کو ہر جگہ مذہبی آزادی دی ہے۔ انہوں نے تفصیلاً لکھا ہے کہ کس کس جگہ عیسائی اقلیت میں اور مسلمانوں کے زیر دست تھے۔ جنہیں بڑی آسانی سے بزورِ بازو مسلمان بنایا جاسکتا تھا مگر مسلمانوں نے ایسا نہیں کیا۔ اگر کسی جگہ بادشاہوں نے اس کا ارادہ بھی کیا تو مسلمان مفتیوں نے ان کو اس ارادے سے باز رکھا ہے''۔ (۱۴۲) وہ مزید اسی کتاب میں ایک دوسری جگہ اعتراف کرتا ہے۔

''کوئی مذہب اسلام کی طرح روادار اور صلح کل نہیں ملیگا جس نے دوسروں کو اسطرح مذہبی آزادی دی ہو۔ رواداری مسلمانوں کی طبیعت کا ایک محکم خاصہ اور مکمل مذہبی آزادی انکے مذہب کا دستور العمل رہا ہے''۔ (۱۴۳)

مذہب وعقیدہ کی آزادی کے تحت ''اسلام اور بین الاقوامی تعلقات'' کے مؤلف عبدالحمید احمد ابوسلیمان رقمطراز ہیں کہ عام نوعِ انسانی کیساتھ تعلقات کے معاملہ میں اصولی اندازِ فکر کا قرآن وسنت کے اندر محبت' حسن سلوک' حلم و شرافت اور محافظت کے الفاظ میں اظہار کیا گیا ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دوستانہ رویہ رکھنے والے نجران کے عیسائی قبائل کیساتھ جزیہ کا معاہدہ اور مدینہ کے یہودی قبائل کیساتھ امن وتعاون کا معاہدہ طے کیا۔ دوسری طرف آپ ﷺ نے انہی یہودیوں کے بعض قبائل کیخلاف جنگ لڑی جو مسلمانوں کو تباہ کرنے کیلئے کوشاں تھے۔ یہ معرکے حالات کی مجبوریوں اور تدبیری ضروریات کے تحت ہوئے تھے۔ (۱۴۴)

اسلام کی رواداری کی ایک زندہ مثال یہ ہے کہ جو جو لوگ مسلمان ہوئے وہ اپنے اسلام پر دل سے قائم ودائم رہے۔ وقار احمد ''غزوات سرورِ عالم ﷺ'' میں لکھتے ہیں ''اسے آپ ﷺ کی قیادت کا اعجاز نہیں تو اور کیا کہا

جائے کہ سوائے خیبر (یہود) کے جس شہر اور جس قبیلہ کو آپ ﷺ نے فتح کیا وہ جان نثار اور معتقد بن گئے ۔ یہ یقیناً اسلئے تھا کہ اسلام کی جنگیں ان کے قتل وغارت کیلئے نہیں بلکہ ہدایت وفلاح کیلئے ہوتی تھیں ۔ اور آپ ﷺ ہر فاتح کی طرح حریف کے درپے آزار ہونے کے بجائے ان کے ہمدرد ہوتے تھے ۔(۱۴۵)

عیسائی مؤرخین نے ہمیشہ آپ ﷺ کے بارے میں تعصب سے کام لیا ہے ۔ سر تھامس کارلائل (Sir Thomas Carlyle) وہ پہلے عیسائی محقق ہے جس نے تعصب سے ہٹ کر انصاف کی نظر سے اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کا بغور مطالعہ کیا اور اس نے ۱۸۴۰ء میں مشاہیرِ عالم پر اپنی مشہورِ زمانہ کتاب "Heros and Hero-worship" لکھی ۔ اس میں ایک مقالہ حضرت محمد ﷺ اور اسلام سے متعلق ہے ۔ انہوں نے اسلام کا تلوار کے ذریعہ پھیلنے کو بڑی منطقی انداز سے رد کیا ہے ۔ وہ لکھتے ہیں " اسلام کیلئے تلوار بے شک استعمال ہوئی تھی مگر سوال یہ ہے کہ یہ تلوار آئی کہاں سے تھی ؟" ان کا مقصد ہے کہ تلوار چلانے والوں کو آخر کس چیز نے مجبور کر کے مسلمان کیا تھا ۔ وہ تو کم از کم اپنی رغبت سے مسلمان ہوئے تھے ۔ تو جو مذہب ابتداً خالص اخلاق وکردار کے زور سے پھیلا اگر بعد میں تلوار استعمال ہوئی بھی ہے تو یہ انقلابات کے داغ بیل ڈالنے کیلئے لازمی امر ہے ۔ آگے تحریر کرتے ہیں "ایک لحاظ سے تو ہمیں اپنے عیسائی مذہب کا دامن بھی خون کے دھبوں سے پاک نظر نہیں آتا ۔ جب اس کے ہاتھ میں تلوار آئی تو استعمال بھی ہوئی "(۱۴۶)

پروفیسر آرنلڈ اسلام کی اشاعت کی وجوہ واسباب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے ۔ "مسلم مجاہد کی وہ خیالی تصویر بھی حقیقت سے بہت دور ہے جس کے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں قرآن دکھایا گیا ہے ۔ اسلام کی صحیح روح کا مظہر وہ مسلمان مبلغ تاجر ہیں جنہوں نے نہایت خاموشی کے ساتھ اپنے دین کو روئے زمین کے ہر خطے میں پہنچایا ہے "(۱۴۷) واضح رہے کہ "مسلمان مجاہد کی خیالی تصویر جس کے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں قرآن ہے" سے راقم کے خیال میں پروفیسر آرنلڈ کا اس طرف اشارہ ہے کہ امریکی اعلیٰ ترین عدالت "سپریم کورٹ" میں جہاں ۱۹۳۳ء سے عام سیشن ہو رہے ہیں تاریخ عالم کی عظیم قانون دہندہ ہستیوں کو ایک تصویر میں دکھایا گیا ہے ۔ اس تصویر میں پیغمبر اسلامؐ کو ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں تلوار پکڑے دکھایا گیا ہے ۔ مسیحی دنیا کے تعصب بھرے اس نظریے کی حامل یہ تصویر تا حال نصب ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے ۔(۱۴۸) عیسائیت چھوڑ کر اسلام قبول کرنے والوں کے بارے میں پروفیسر آرنلڈ لکھتے ہیں ۔ " اس عام خیال کو قبول کرنا دشوار ہے کہ ان عیسائیوں میں اسلام بزورِ شمشیر پھیلا ہے اور ہم اس بات پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ جبر واکراہ کی بجائے دوسرے اسباب کو تلاش کریں جو ان کے تبدیلیٔ مذہب کا موجب بنے "(۱۴۹)

مفتوح اور زیرنگین آنے والوں کے ساتھ پیغمبر رحمت ﷺ کا کیا سلوک رہا ہے ؟

فتح مکہ کے دن مسلمانوں پر سابقہ مصائب وآلام کے پہاڑ توڑنے والوں کے بارے میں انسان کے فطری انتقامی جذبہ کے تحت انصار کے علمبردار حضرت سعد بن عبادہؓ کے منہ سے یہ کلمات نکل گئے تھے اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْمَلْحَمَۃِ ... الیومَ تستحِلُّ الکَعْبَۃ۔ ''آج قتل وقتال کا دن ہے اور آج خانہ کعبہ میں بھی خون بہایا جائے گا''۔ اس کے جواب میں پیغمبر رحمت ﷺ نے فرمایا کَذِبَ سَعْد ... اَلْیَوْمَ یَوْمُ الرَّحْمَۃِ۔ سعد نے غلط کہا ۔۔آج تو رحم وکرمؒ عفوودرگزراور عام معافی کا دن ہے۔(۱۵۰)

برطانوی مصنف کرن آرمسٹرانگ نے سیرت طیبہ پر ایک قابل قدر کتاب لکھی ہے وہ اپنی کتاب "Muhammad a Western Attempt to Understanding Islam" میں اس تاریخی اور ناقابل تردید حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتی ہیں۔

" Muhammad....Founded a Religion and a Tradition that was not based cultural on the sword. despite the western myth. and whose name Islam, signifies peace and reconciliation " (151)

''محمد ﷺ ایک ایسے مذہب اور تہذیب کے بانی تھے جس کی بنیاد تلوار پر نہ تھی۔ مغربی پروپیگنڈے اور افسانہ کے باوجود اسلام کا نام امن اور صلح کا مفہوم رکھنے والا ہے''

تاریخ عالم پر نگاہ رکھنے والا کوئی بھی انصاف پسند آدمی جب عالمی جنگوں اور اس کے نتیجہ میں واقع ہونے والی ہلاکتوں کا مقابلہ آنحضرت ﷺ کے غزوات کے ساتھ کرتا ہے اور واقعہ کی تہہ تک پہنچ جاتا ہے تو انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ چنانچہ فتنہ تاتار میں دس لاکھ افراد بے دردی سے تہہ تیغ کئے گئے۔ روسی انقلاب نے انیس لاکھ افراد کو نگل لیا۔ پہلی جنگ عظیم میں ایک کروڑ کے قریب اور دوسری جنگ عظیم میں پانچ کروڑ کے قریب افراد ہلاک ہوئے۔ جبکہ رسول اکرم ﷺ کی تمام حیات طیبہ میں ۲۷ غزوات ہوئے یعنی وہ جہاد جن میں آپ بنفس نفیس شریک ہوئے اور ۵۶ سرایا ہوئیں یعنی وہ جہاد جن میں صحابہؓ کو بھیجا اور خود شریک نہیں ہوئے۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوری کی تحقیق کے مطابق جو انہوں نے اپنی کتاب ''رحمۃ للعالمینؐ'' میں کی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں تمام غزوات وسرایا میں مسلمان شہداء کی کل تعداد ۲۵۹ ہے جبکہ کافر مقتولین کی تعداد ۷۵۹ ہے۔ مسلمان اور کافر تمام مقتولین کا مجموعہ ۱۰۱۸ بنتا ہے۔(۱۵۲) ان گنے چنے افراد کے کام آنے پر دنیا کا وہ عظیم الشان انقلاب برپا ہوا جس کی کرنیں آج تک چار دانگ عالم میں ضوءفشاں ہیں۔ باقی انقلابات نے کروڑوں افراد کی جانیں لے کر کچھ بھی اثرات مرتب نہیں کئے مگر اسلام کے دیرپا اثرات آج بھی پورے آب وتاب کے ساتھ موجود

ہیں۔ چنانچہ مشہور امریکی ماہر فلکیات اور دانشور ڈاکٹر میخائل ایچ ہارٹ (Dr. Michael H. Hart) اور ان کی اعلیٰ تعلیم یافتہ اہلیہ نے دنیا کی مشہور شخصیات کا مطالعہ کیا۔ اس مطالعہ کے حاصل کے طور پر انہوں نے " The 100 " (سو عظیم شخصیات) نامی کتاب لکھی جو ۵۷۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں تاریخ انسانی کی سو اعلیٰ ترین شخصیات کے حالات درج ہیں۔ جنہوں نے مصنف کے نزدیک تاریخ پر گہرے اثرات مرتب کئے ہیں۔ کتاب میں پیغمبر اسلامؐ کو تمام شخصیات کے مقابلہ میں سرفہرست رکھا گیا ہے۔ کیونکہ مصنف کے نزدیک وہ تاریخ کے سب سے گہرے اثرات اور زندہ نقوش چھوڑنے والی شخصیت ہیں وہ رقمطراز ہیں۔

"Muhammad Was the only man in history who was supremely successful on both the religious and the secular levels." (153)

''پوری تاریخ انسانی میں محمد (ﷺ) وہ واحد شخصیت ہیں جو دینی اور دنیاوی دونوں اعتبار سے غیر معمولی طور پر کامیاب و کامران ہوئے ہیں''۔

اعتدال، رواداری اور عدم تشدد.......اسوۂ حسنہ سے عملی مثالیں:

رسول اکرم ﷺ کی ذاتِ بابرکات پوری دنیا کیلئے کامل نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے دنیا میں اعتدال، رواداری اور عدم تشدد کی اعلیٰ ترین عملی مثالیں قائم کی ہیں۔ اسلام کے آغاز ہی سے آپ ﷺ پر اہل مکہ نے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنا شروع کئے۔ آپ ﷺ کو گالیاں دیں، قتل کے منصوبے بنائے۔ راستوں میں کانٹے بچھائے۔ جسم اطہر پر نجاستیں گرائیں۔ جادوگر، مجنون اور نہ جانے کیا کیا نام دیئے مگر بقول ام المؤمنین حضرت عائشہؓ آپ ﷺ نے تمام زندگی اپنی ذات کیلئے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ ہاں اگر کوئی خدائی حرمت کو پامال کرتا تو اس صورت میں سختی کے ساتھ مواخذہ فرماتے۔ (۱۵۴)

ذیل میں آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ سے اس سلسلے میں چند عملی مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

☆ نبوت سے قبل جب کہ آپ ﷺ کی عمر ۳۵ سال تھی۔ اہل مکہ نے بیت اللہ شریف کی تعمیر نو کا فیصلہ کیا جب حجر اسود کی تنصیب کا موقع آیا تو ہر قبیلہ والے اس سعادت کو حاصل کرنے کیلئے میدان میں اتر آئے۔ قریب تھا کہ تلواریں چل پڑتیں کہ آپ ﷺ نے ایک دانشمندانہ فیصلہ کیا۔ آپ ﷺ نے اس پتھر کو اٹھا کر ایک چادر میں رکھا اور تمام قبیلوں کے سرداروں سے کہا کہ اس چادر کو مشترکہ طور پر اٹھا کر خانہ کعبہ تک لے چلو۔ جب سب نے پتھر اپنی جگہ تک پہنچا دیا تو آپ ﷺ نے اٹھا کر اسے اس کی جگہ پر نصب فرمایا اور یوں خون خرابہ ہوتے ہوتے رہ گیا۔ (۱۵۵) (جاری ہے)